مولانا محمد حسین آزادؔ

میر محمد تقی میر

(اَز آبِ حیات)

میرؔ تخلص ، محمد تقی نام، میر عبداللہ کے بیٹے، شُرفائے اَکبر آباد سے تھے۔ عوام میں سراج الدین علی خاں آرزوؔ کے بھانجے مشہور ہیں جو زبانِ فارسی کے مُعتبر مُصَنِّف اور مُحقِّق تھے۔ دَر حقیقت بیٹے میر عبداللہ کے تھے۔ مگر اُن کی پہلی بیوی سے تھے۔ وہ مر گئیں تو خان آرزو کی ہمشیرہ سے شادی کی تھی۔ اس لئے سوتیلے بھانجے ہوئے۔ میرؔ صاحب کو اِبتدا سے شعر کا شوق تھا، باپ کے مرنے کے بعد دِلّی میں آئے اور خان آرزوؔ کے پاس اُنھوں نے اور اُن کی شاعری نے پَرورِش پائی۔ مگر میرؔ صاحب کی نازُک مزاجی غَضَب کی تھی۔ کسی مسئلے پر بِگڑ کر الگ ہو گئے۔

میرؔ صاحب شعرو سخن کے آسمان میں آفتاب ہو کر چمکے۔ قَدردانی نے ان کے کلام کو جَوہَر اور موتیوں کی نگاہوں سے دیکھا اور نام کو پھولوں کی مہک بنا کر اُڑایا۔ ہندوستان میں یہ بات اُنھی کو نصیب ہوئی کہ مسافر غزلوں کو تحفہ کے طور پر شہر سے شہر لے جاتے تھے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ نَحوسَت اور فَلاکَت ، قدیم سے اہلِ کمال کے سر پر سایہ کئے ہیں۔ ساتھ اِس کے میرؔ صاحب کی بلند نظری اِس غضب کی تھی، کہ دُنیا کی کوئی بَڑائی اور کسی کا کمال یا بُزرگی ، اُنھیں بڑی دِکھائی نہ دیتی تھی۔ اِس قَباحَت نے نازُک مزاج بنا کر، ہمیشہ دُنیا کی راحت اور فارِغُ البالی سے محروم رکھا۔ یہ الفاظِ گستاخانہ جو زَبان سے نکلے ہیں، میں اُن کی روحِ پاک سے معذرت چاہتا ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ جو کچھ لکھا گیا، فقط اسلئے ہے، کہ جن لوگوں کو دُنیا میں گُذارہ کرنا ہے، وہ دیکھیں کہ ایک صاحبِ جَوہر کا جَوہر، یہ باتیں، کیونکر خاک میں ملا دیتی ہیں۔ چنانچہ اُنھی کے حالات اِس بیان کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ دِلّی میں شاہ عالم کا دَربار اور اُمراء و شرفاء کی محفلوں میں، اَدب ہر وقت اُن کے لئے جگہ خالی کرتا تھا، اور اُن کے جوہرِ کمال اور نیکیٔ اَطوار و اَعمال کے سبب سے ، سب عظمت کرتے تھے۔ مگر خالی

آدابوں سے خاندان تو نہیں پل سکتے۔ اور وہاں تو خود خزانۂ سلطنت خالی پڑا تھا۔ اس لئے ۱۱۹۰ھ میں دِلّی چھوڑنی پڑی۔

جب لکھنؤ چلے، تو ساری گاڑی کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ ناچار ایک شخص کے ساتھ شریک ہو گئے ۔ دِلّی کو خدا حافظ کہا۔ تھوڑی دور آگے چل کر اُس شخص نے کچھ بات کی۔ یہ اُس کی طرف سے منھ پھیر کر ہو بیٹھے۔ کچھ دیر کے بعد پھر اُس نے بات کی۔ میرؔ صاحب چیں بہ جبیں ہو کر بولے کہ ”صاحب قبلہ، آپ نے کرایہ دیا ہے، بیشک گاڑی میں بیٹھیے۔ مگر باتوں سے کیا تعلق؟“ اس نے کہا، ”حضرت، کیا مضائقہ ہے، راہ کا شغل ہے، باتوں میں ذرا جی بہلتا ہے۔“ میرؔ صاحب بگڑ کر بولے، کہ ”خیر آپ کا شغل ہے، میری زبان خراب ہوتی ہے“۔

لکھنؤ میں پہنچ کر، جیسا مسافروں کا دَستور ہے، ایک سَرا میں اُترے۔ معلوم ہوا کہ آج یہاں ایک جگہ مُشاعرہ ہے۔ رہ نہ سکے۔ اُسی وقت غزل لکھی اور مشاعرے میں جاکر شامل ہوئے۔ اُن کی وضع قدیمانہ ۔ کھڑکی دار پگڑی۔ پچاس گز گھیر کا پاجامہ۔ ایک رومال پٹری دار، تہہ کیا ہوا، کمر میں آویزاں۔ مشروع کا پاجامہ۔ ناگ پھنی کی اَنی دار جوتی، جس کی ڈیڑھ بالشت اونچی نوک۔ کمر میں ایک طرف سَیف، یعنی سیدھی تلوار۔ دوسری طرف کَٹار۔ ہاتھ میں جَریب۔ غرض جب داخلِ محفل ہوئے، تو وہ شہر لکھنؤ، نئے انداز، نئی تراشیں، بانکے، ٹیڑھے، جوان جمع۔ اُنھیں دیکھ کے سب ہنسنے لگے۔ میرؔ صاحب بیچارے غریبُ الوطن۔ زمانے کے ہاتھ سے پہلے ہی دل شکستہ تھے۔ اور بھی دل تنگ ہوئے اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ شمع اُن کے سامنے آئی، تو پھر سب کی نظر پڑی اور بعض اَشخاص نے پوچھا کہ حضور کا وطن کہاں ہے؟ میرؔ صاحب نے یہ قطعہ فی البدیہہ کہا،

کیا بود و باش پوچھو ہو، پورب کے ساکنو! ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دِلّی جو اِک شہر تھا، عالم میں اِنتخاب رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
جس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا ہم رہنے والے ہیں اُسی اُجڑے دیار کے

سب کو حال معلوم ہوا۔ میرؔ صاحب سے گستاخی کی معافی چاہی۔ صبح ہوتے ہوتے شہر میں مشہور ہو گیا کہ میرؔ صاحب تشریف لائے۔ رفتہ رفتہ نواب آصفُ الدّولہ مَرحوم نے سُنا اور دو سو روپیہ مہینہ مقرّر کر دیا۔ عظمت و اعزاز جو ہر کمال کے خادِم ہیں۔ اگرچہ انھوں نے لکھنؤ میں بھی میرؔ صاحب کا ساتھ نہیں چھوڑا، مگر اُنھوں نے بد دِماغی اور نازُک مزاجی کو، جو اُن کے ذاتی مصاحِب تھے، اپنے دَم کے ساتھ ہی رکھا۔ چنانچہ کبھی کبھی نَواب کی مُلازِمَت میں جاتے تھے۔

ایک دن نواب مرحوم نے غزل کی فرمائش کی۔ دوسرے تیسرے دن جو پھر گئے تو پوچھا کہ "میرؔ صاحب! ہماری غزل لائے؟" میرؔ صاحب نے تیوری بدل کر کہا۔ "جنابِ عالی! مضمون غلام کی جیب میں بھرے تو ہیں نہیں کہ کل آپ نے فرمائش کی آج غزل حاضر کر دے۔" اُس فرشتہ خصال نے کہا، "خیر میرؔ صاحب جب طبیعت حاضر ہو گی کہہ دیجئے گا"۔

ایک دن نواب نے بُلا بھیجا۔ جب پہنچے تو دیکھا کہ نواب حوض کے کنارے کھڑے ہیں۔ ہاتھ میں چھڑی ہے۔ پانی میں لال سبز مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ آپ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ میرؔ صاحب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ "میرؔ صاحب کچھ فرمایئے۔" میرؔ صاحب نے غزل سنانی شروع کی۔ نواب صاحب سنتے جاتے تھے اور چھڑی کے ساتھ مچھلیوں سے بھی کھیلتے جاتے تھے۔ میرؔ صاحب چین بہ جبیں ہوتے اور ہر شعر پر ٹھہر جاتے تھے۔ نواب صاحب کہے جاتے تھے کہ "ہاں پڑھئے"۔ آخر چار شعر پڑھ کر میرؔ صاحب ٹھہر گئے اور بولے، "پڑھوں کیا، آپ مچھلیوں سے کھیلتے ہیں۔ متوجّہ ہوں تو پڑھوں۔" نواب صاحب نے کہا، "جو شعر ہو گا، آپ متوجہ کر لے گا۔" میرؔ صاحب کو یہ بات بہت زیادہ ناگوار گزری۔ غزل جیب میں ڈال کر گھر کو چلے آئے اور پھر جانا چھوڑ دیا۔ چند روز کے بعد ایک دن بازار میں چلے جاتے تھے۔ نواب کی سواری سامنے سے آگئی۔ دیکھتے ہی نہایت محبّت سے بولے کہ "میرؔ صاحب، آپ نے بالکل ہی ہمیں چھوڑ دیا، کبھی تشریف بھی نہیں لاتے۔" میرؔ صاحب نے کہا، "بازار میں باتیں کرنا آدابِ شرفاء نہیں۔ یہ کیا گفتگو کا موقع ہے!" غرض بدستور اپنے گھر میں بیٹھے اور فقر و فاقہ میں گزارتے رہے۔ آخر

۱۳۲۵ ھ میں فوت ہوئے اور سو برس کی عمر پائی۔

اُن کے چھ دیوان غزلوں کے ہیں ۔ اُن کا صاف اور سُلجھا ہوا کلام، اپنی سادگی میں ایک اَنداز دکھاتا ہے اور فکر کو لذّت بخشتا ہے۔ اسی واسطے خواص میں معزّز اور عوام میں ہر دل عزیز ہے۔

میر صاحب کی زبان شُستہ ، کلام صاف ، بیان ایسا پاکیزہ جیسے باتیں کرتے ہیں ۔ دل کے خیالات کو جو کہ سب کی طبیعتوں کے مطابق ہیں محاورے کا رنگ دے کر باتوں باتوں میں ادا کر دیتے ہیں ۔ اور زبان میں خدا نے ایسی تا ثیر دی ہے کہ وہی باتیں ایک مضمون بن جاتی ہیں۔ اسی واسطے ان میں بنسبت اور شعراء کے اصلیت کچھ زیادہ قائم رہتی ہے ۔ بلکہ اکثر جگہ یہی معلوم ہوتا ہے گویا نیچر کی تصویر کھینچ رہے ہیں ۔ یہی سبب ہے کہ دلوں پر بھی زیادہ اثر کرتی ہے۔ وہ گویا اُردو کے سعدیؔ ہیں ۔

میرؔ صاحب کو شگفتگی یا عیش و نشاط یا کامیابیٔ وصال کا لطف کبھی نصیب نہ ہوا۔ وہی مصیبت اور قسمت کا غم جو ساتھ لائے تھے ، اُس کا دُکھڑا سناتے چلے گئے جو آج تک دلوں میں اثر اور سینوں میں درد پیدا کرتے ہیں ۔ کیونکہ ایسے مضامین اور شعراء کے لئے خیالی تھے، اُن کے حالی تھے۔ ان کا کلام صاف کہے دیتا ہے کہ جس دل سے نکل کر آیا ہوں وہ غم و درد کا پُتلا نہیں حسرت و اَندوہ کا جنازہ تھا۔ ہمیشہ وہی خیالات بسے رہتے تھے۔ بس جو دل پر گذرتے تھے ، وہی زبان سے کہہ دیتے تھے کہ سننے والوں کے لئے نشتر کا کام کر جاتے تھے۔

ان کی غزلیں ہر بحر میں کہیں شربت اور کہیں شیر و شکر ہیں۔ مگر چھوٹی چھوٹی بحروں میں فقط آبِ حیات بہاتے ہیں ۔ جو لفظ مُنہ سے نکلتا ہے تا ثیر میں ڈوبا ہوا نکلتا ہے۔

میرؔ صاحب مِیانہ قدَ ، لاغر اَندام ، گندُمی رنگ کے تھے۔ ہر کام مَتانَت اور آہستگی کے ساتھ ۔ بات بہت کم، وہ بھی آہستہ ۔ آواز میں نرمی اور ملائمت۔ قناعت اور غیرت حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ اِطاعت تو دَرکنار ، نوکری کے نام کی برداشت نہ رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ فاقہ کرتے تھے، دُکھ بھرتے تھے اور اپنی بد دِماغی کے سائے میں دنیا اور اہلِ دنیا سے بیزار گھر میں بیٹھے رہتے تھے۔

باوجود اِس کے اپنے سرمایۂ فَصاحَت کو دولتِ لازَوال سمجھ کر، امیر غریب کسی کی پروانہ کرتے تھے۔ بلکہ فَقر کو دین کی نعمت تصوُّر کرتے تھے اور اسی عالم میں معرفتِ الٰہیٰ پر دل لگاتے تھے۔ اپنی بے نیازی اور بے پروائی کے ساتھ دنیائے فانی کی مصیبتیں جھیلیں اور جو اپنی آن بان تھی، اُسے لئے دُنیا سے چلے گئے۔ اور جس گردن کو خدا نے بلند کیا تھا، سیدھا خدا کے ہاں لے گئے۔ چند روز عیش کے لالچ اور مفلسی کے دکھ سے، اسے دنیا کے نا اہلوں کے سامنے ہرگز نہ جھکایا۔ میرؔ صاحب ملکِ خیال کے ایک بلند نظر بادشاہ تھے اور جتنی دنیا کی سختی زیادہ ہوتی، اُسی قدر بلند نظر دماغ زیادہ بلند ہوتا تھا۔

افسوس یہ کہ اوروں کے کمال انھیں دکھائی نہ دیتے تھے۔ لکھنؤ میں کسی نے پوچھا، ” کیوں حضرت، آج کل شاعر کون ہے ؟“ کہا، ” ایک تو سوداؔ، دوسرا یہ خاکسار ہے اور تاُمّل کر کے کہا، آدھے خواجہ میر دردؔ۔“ کوئی شخص بولا، کہ ” حضرت اور میر سوزؔ صاحب ؟“ چیں بہ جبیں ہو کر کہا کہ ” میر سوزؔ صاحب بھی شاعر ہیں؟“ اُنھوں نے کہا کہ ” آخر استاد نواب آصفُ الدَّولہ کے ہیں۔“ کہا کہ ” خیر یہ ہے، تو پونے تین سہی، مگر شُرفاء میں ایسے تخلص ہم نے کبھی نہیں سنے“۔

آبِ حیات	Water of life	اہلِ کمال	People of excellence
آ داب	etiquette	اَوروں	others
آ دابِ شرفاء	Etiquette of people of noble birth	بدستور	As usual
آن بان	Pomp and show, splendor	باتوں باتوں میں	casually
آویزاں	hanging	بالشت	Span, length from the tip of the thumb to the tip of little finger
اُجڑا	Desolate, uprooted	بانکے	Snobbish bully (of Lucknow)
اَدا کرنا	To express	بحر	meter
اَدب	respect	بخشنا	To give, provide
اطاعت	obedience	بد دماغی	Vanity, rudeness,
اَطوار	Conducts, manners, ways	بزرگی	greatness
اعزاز	Honor, prestige	بگڑ جانا	To get mad
اَعمال	Actions, behavior, conduct	بگڑ کر	Getting mad
اَلفاظ	words	بلند	High, raised, exalted, lofty
اَکبر آباد	old name of Agra city (city of Taj Mahal)	بلند پروازی	High thinking, soaring ambition, sublimity
اُمراء	nobles	بلند نظر	Ambitious, high-minded, noble- minded
اِنتخاب	Select (best), chosen	بلند نظری	high-mindedness, noble-mindedness
اَنداز دکھانا	To look graceful/ elegant	بنسبت	In comparison with
اَندام	Body, figure	بود و باش	residence
اَندوہ	Sorrow, grief	بہانا	To make something flow
اَنی دار	Having a point like a spear	بھانجے	nephew
اہل	people	بے نیازی	indifference

بیان	Narration, expression	چیں بہ جبیں ہونا	To knit the brow, to frown
بیزار	Disgusted, annoyed	حسرت	Longing, pining, wistfulness
پتلا	Puppet, effigy	حوض	pond
پٹری دار	striped	خادِم	servant
پرورش پانا	To be nurtured, to grow	خاک	Dust, clay
پرہیز گاری	to abstain from bad things or what is harmful	خاک میں ملانا	To destroy
پونے	Quarter to	خاکسار	Humble one
تاثیر	Efficacy, effect	خصال	character
تامُّل کرنا	To hesitate	خواص	Special people, elites
تَراش	Style, fashion	درحقیقت	In fact
تخلص	Pen name	دَرکنار	Leave alone,
تصوُّر کرنا	To imagine	دَستور	Custom, manner
تماشا	Show, spectacle	دُکھڑا سنانا	To talk about one's misfortunes, to tell the tale of one's) woes
تہہ کرنا	folded	دل تنگ ہونا	To be sad/ distressed
تیوری بدلنا	To frown	دل شکستہ	Broken hearted
ٹیڑھے	Crooked, difficult persons	دل لگانا	To focus one's attention
جَریب	Stick, staff	دَم کے ساتھ رکھنا	To keep with one's life, to hold dear
جوہر	Gem, merit, skill, talent	دُنیائے فانی	Transitory/impermanent world
جوہرِ کمال	Perfect talent, great talent	دولتِ لازوال	Everlasting wealth
جھلینا	To bear	دَیار	Country, place
چھڑی	stick	دیوان	Collection of ghazals

ڈیڑھ	One and half	شِکَستہ	briken
ذاتی	personal	شگفتگی	Cheerfulness, happiness
راحت	comfort	شمع	candle
رنگ دینا (کا)	To give the color (of)	شیر وشکر	Milk and sugar
روزگار	World, time, age	صاحب	one endowed with; some one having
رومال	Handkerchief	صاحبِ جوہر	A person of merit/talent
سادگی	simplicity	طبیعت حاضر ہونا	Being in a mood to compose poem
ساکنو!	Residents, inhabitants	عادات	habits
سبز	green	عادات و اَطوار	Habits and manners
سُخن	poetry	عالَم	World, state of mind
سر پر سایہ کرنا	To cast a shadow on head	عظمت	greatness
سرا (سرائے)،	inn	عظمت کرنا	To acknowledge the greatness
سَرمایہ	Asset, property	عوام	people
سلجھا ہوا	Cultured, very simple	عیش	Luxury, life of pleasure an enjoyment
سلطنت	Empire, kingdom	غریبُ الوطن	Foreigner
سواری	ride	غضب کا رکی	Very much, excessive, extreme
سیف	sword	غیرت	Sense of honor, modesty
شرفاء	Elites, people of noble birth	فارِغُ البالی	freedom from worries
شُستہ	Chaste, cultured	فاقہ	Starvation, hunger, fasting
شعراء	poets	فانی	Mortal, efemeral
شغل	engagement, business	فرشتہ خصال	Having an angel like character

عیش و نشاط	Luxury, happy social life	کلام	Poetry, word
غرض	Long story short	کمال	Excellence, perfection
فرمائش کرنا	order, request	کے بر خلاف	Opposed to
فصاحت	eloquence	کے سائے میں	Under the shadow of
فَقر	poverty	کے سبب	Because of
فقط	Only	کے طور پر	as
فکر	Thought, worry	کے لحاظ سے	Considering something
فلاکت	Adversity, misery	کھڑ کی دار	
فلک	Sky, the heaven	گردن	Neck (here head)
فوت ہونا	To die	گستاخانہ	Rude, disrespectful
فی البدیہہ	Impromptu, (composing) at the very moment	گستاخی	rudeness
قباحت	defect	گندمی	wheatish
قبلہ	respected sir,	گواہ	witness
قد	Height, stature	گویا	As if
قدر دانی	Appreciation, praise	گھیر	idth
قدیم سے	From ancient times	لازوال	Everlasting, eternal
قدیمانہ	Old, outdated	لاغر	Thin, skinny
قطعہ	A genre of poetry	لاغر اندام	Thin bodied
قناعت	contentment	متانت	Gravity, seriousness
کامیابیِ وِصال	Success of union with beloved	متوجہ ہونا	To pay attention
کٹار	Dagger	محاورہ	idiom

محروم رکھنا	To keep deprived	معتبر	Authentic, trustworthy
محفل	Assembly, gathering	مصنف	Author, writer
محقق	researcher	معرفتِ الٰہی	Knowledge of God, mystic knowledge
مرحوم	Late (deceased)	نا اہل	Unworthy, undeserving, inefficient
مشروع	A kind of silk and cotton cloth	نا چار	Having no way out, perforce
مصاحب	companion	نا گوار گزرنا	To feel offended, to be hurt
مضائقہ	Harm (in doing something)	نازُک مزاجی	touchiness,
مضمون	Topic, subject	نتیجہ	Result, consequence
معذرَت چاہنا (کرنا)	apologize	ناگ پھنی	A kind of cactus
معزز	Respectable, esteemed	نحوست	misfortune
مفلسی	poverty	نشتر	Scalpel,
مقرر کرنا	Fix	نصیب ہونا	to have the luck to get
ملازمت	service	نعمت	Divine blessings
ملائمت	Softness, tenderness	نوک	Point
ملکِ خیال	Country of imagination	وصال	Union (with a beloved)
منتخب	Chosen, select, best	وضع	Manner, style, fashion
منہ پھیرنا	To the other way	وضعِ قدیمانہ	Old style
موتی	pearl	ویران کرنا	To make desolate, to ruin
مہک	Fragrance, smell	ہر دل عزیز	popular
میانہ قد	Medium height	ہمشیرہ	sister

بَہانہ

راجیش کَھنّہ : باغوں میں بہار ہے؟ Is there a Spring in the gardens

فَریدہ جَلال : کیا؟ What

راجیش کَھنّہ : میں نے پوچھا، "باغوں میں بَہار ہے؟" I asked، Is there a spring in the gardens

فَریدہ جَلال : ہے! Yes !

راجیش کَھنّہ : کلیوں پہ نِکھار ہے؟ Is there freshness on buds

فریدہ جلال : ہاں ہے! Yes، it has

راجیش کَھنّہ : تو۔۔ تو، تم کو مجھ سے پیار ہے؟ Then ـ ـ ـ ـ then، you are in love with me

فریدہ جلال: نہ نہ نہ! نہ نہ نہ! نہ نہ نہ! no no no

راجیش کَھنّہ : ہو! ۔۔ باغوں میں بہار ہے؟

فَریدہ جَلال : ہے!

راجیش کَھنّہ : کلیوں پہ نِکھار ہے؟

فریدہ جلال : ہے!

راجیش کَھنّہ : ہو! ۔۔ تم کو مجھ سے پیار ہے؟

فریدہ جلال: نہ نہ نہ! نہ نہ نہ! نہ نہ نہ!

leave، move away، go ، don't grab my چھوڑو ! ہٹو ! جاؤ ! پکڑو نہ بہیاں

arms

I'm not going to beliwve you، my آؤں نہ میں تیری باتوں میں سیّاں !

beloved

راجیش کھنّہ : تم نے کہا ہے دیکھو، دیکھو مجھے " سیّاں " look ! you have said me " beloved

بولو ، تم کو اِقرار ہے ؟ speak، do you admit this

فریدہ جلال : ہاں، ہے ! Yes، I do

راجیش کھنّہ : پھر بھی اِنکار ہے ؟ Yest you deny

فریدہ جلال : ہاں ہے ! Yes ، I do

راجیش کھنّہ : ہو ! --- تم کو مجھ سے پیار ہے ؟

فریدہ جلال : نہ نہ نہ ! نہ نہ نہ !

راجیش کھنّہ : ہے ! باغوں میں بہار ہے۔

تم نے کہا تھا، " میں سو دُکھ سہوں گی I had said، "I will go through hundred

pains

چُھپ کے پِیا، تیرے مَن میں رَہوں گی " O my beloved، I will live in your heart

stealthly

فریدہ جلال: میں سب کُچھ کہوں گی، لیکن وہ نہ کہوں گی I will say everything، but I will not

say that

تم کو جس کا اِنتظار ہے which you are waiting (to hear)

راجیش کھنّہ : اوہ ! پھر بھی تکرار ہے ! O ! still you argue / quarrel

فریدہ جلال : ہے ! I do

راجیش کھنّہ :　　اوہ !---- تم کو مجھ سے پیار ہے

فریدہ جلال :　　نہ نہ نہ ------!

اچھّا چلو، چھیڑو آگے کہانی، 　　Okay، leave it، tell the story next(move on)

ہوتی ہے کیا بولو، پیار کی نِشانی ؟ 　　speak / say، what is the sign of love

راجیش کھنّہ :　　بے چین رہتی ہے، پریم دیوانی 　　the crazy (woman) in love، is always restless

بولو، کیا دِل بے قَرار ہے ؟ 　　speak / say، Is your heart restless

فریدہ جلال:　　ہے ! 　　It is

راجیش کھنّہ :　　مجھ پہ اعتبار ہے ؟ 　　do you trus me

فریدہ جلال :　　ہاں ہے ! 　　I do

راجیش کھنّہ :　　جینا دُشوار ہے ؟ 　　Is life hard

فریدہ جلال :　　ہے ! ہے ! 　　yes yes

راجیش کھنّہ:　　آج سوموار ہے ؟ 　　Is it Monday today

فریدہ جلال :　　اَرے بابا ! ہے ! 　　Hey dude it is

راجیش کھنّہ :　　تم کو مجھ سے پیار ہے ؟ 　　you are in love with me

فریدہ جلال :　　ہے ! نہ نہ نہ ---! 　　yes ---- no no no